ان من الشعر لحکمة

دیوان غوث الاعظم

ناشر راجہ رام کمار پریس لکھنؤ

قیمت - ۶/

دیوان غوث الاعظم

(مع حالات)

محبوب بارگاہ ربانی غوث الاعظم حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
راجندر رام کمار بکڈپو
وارث نولکشور بکڈپو لکھنؤ

قیمت ۶/-

مختصر حالات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر گیلانی رحمتہ اللہ علیہ ان جلیل القدر اولیاء امت میں شمار ہوتے ہیں جن پر نہ صرف دنیائے اسلام کو بلکہ عالم انسانیت کو فخر ہے بیشمار گمراہوں نے آپکی ذات بابرکات سے ہدایت پائی۔ حق و صداقت کے بلند اصولوں کو اتنا اپنایا کہ آپ کی ذات عوام و خواص سب کے لئے نمونہ عمل بن گئی۔ اور آج دنیا کے گوشہ گوشہ میں آپ کا نام عزت سے لیا جاتا ہے۔ دنیائے اسلام کا بچہ بچہ آپ کے نام سے واقف ہے۔ آپکی ولادت باسعادت ۴۷۰ھ میں بمقام گیلان ہوئی جو نواح طبرستان میں مشہور مقام ہے۔ آپ کا نام عبدالقادر کنیت ابو محمد اور لقب محی الدین تھا۔ سلسلہ نسب حضرت امام حسن بن سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے، آپکے والد ماجد کا نام ابو صالح جنگی دوست تھا جنگی دوست فارسی لفظ ہے یعنی جنگ سے الفت رکھنے والا۔ آپکی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ کنیت ام الخیر اور لقب امۃ الجبار تھا حضرت شیخ کا بچپن بڑے عیش و آرام سے گذرا، ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی قرآن پاک بھی حفظ کیا اور مروجہ دینی علوم کی تحصیل میں بڑے ذوق و شوق سے مصروف ہوئے، اٹھارہ سال کی عمر میں علوم کی تکمیل کیلئے بغداد کا قصد کیا جو اس دور میں اسلامی علوم کا سب سے بڑا مرکز ہونیکے علاوہ دنیا میں علوم و فنون کا عظیم الشان گہوارہ تھا۔

آپ کی سچائی کا ایک واقعہ

تحصیل علوم کیلئے جب آپنے بغداد کا قصد کیا تو آپکی والدہ ماجدہ نے باپ کی میراث کے چالیس درہم آپ کے حوالے کئے اور بغل کے نیچے ایک کپڑے میں سی دئیے رخصت ہوتے وقت والدہ نے نصیحت کی کہ بیٹا ہرگز کبھی جھوٹ نہ بولنا ہمیشہ سچائی پر قائم رہنا۔ لائق فرزند نے ماں کی اس نصیحت کو گرہ میں باندھ لیا۔

دوران سفر میں جب قافلہ شہر ہمدان کے قریب پہونچا تو تقریباً ساٹھ ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے قافلہ پر حملہ کر دیا اور سب مال واسباب لوٹ لیا، ایک ڈاکو نے آپ سے پوچھا بتا تیرے پاس کیا ہے، آپنے سچائی کا دامن نہ چھوڑا اور برجستہ جواب دیا میرے پاس چالیس دینار ہیں، اسکو یقین نہ آیا تو چلا گیا پھر ایک دوسرے ڈاکو نے آپ کر یہی سوال کیا آپ نے فرمایا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں جو بغل کے نیچے کپڑے میں سیئے ہوئے ہیں ڈاکو یہ سنکر چلا گیا اور اپنے سردار سے آپکا حال بتایا اس نے حکم دیا کہ اس لڑکے کو میرے پاس لے آؤ، ڈاکو آپ کو اس ٹیلہ پر لے آگیا جہاں سردار سب کو لوٹ کا مال تقسیم کر رہا تھا، سردار نے آپ سے پوچھا تمھارے پاس کیا ہے آپ نے وہی جواب دیا جو دونوں ڈاکوؤں کو دے چکے تھے، اس نے آپ کے کپڑے اتارے تو بغل کے نیچے سے چالیس دینار نکلے۔ سردار نے پوچھا کہ

تم نے ان دیناروں کا پتہ کیوں بتا دیا، آپ نے فرمایا کہ میری ماں نے عہد لیا تھا کہ کبھی جھوٹ نہ بولنا۔ میں اس عہد پر قائم ہوں۔ آپکے اس جواب نے ڈاکوؤں کے سردار پر بہت اثر کیا اور وہ یہ سن کر بہت رویا اور کہنے لگا کہ تم نے اپنی والدہ کے عہد میں خیانت نہیں کی اور میں نہ معلوم کتنی مدت سے اللہ رب العزت کے عہد میں خیانت کر رہا ہوں۔ افسوس میرا کیا حال ہوگا، اس کے بعد اس نے اور تمام ڈاکوؤں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور اسی وقت قافلہ کا مال واپس کر دیا، آپ کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ ڈاکوؤں کا سردار تائب ہونے کے بعد عبادت و ریاضت میں ایسا مشغول ہوا کہ اس کے ذریعہ سے ہزاروں گمراہ راہ راست پر آگئے اور وہ اس دور کے مشائخ میں شمار ہونے لگا۔

علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد آپ بغداد ہی میں مسند درس پر متمکن ہوئے ایک مدرسہ قائم کیا، وعظ و نصیحت کی مجلسیں منعقد کرنا شروع کیا۔ جس میں ہزاروں آدمی شریک ہوتے تھے، آپ کی تقریر بہت مؤثر ہوتی تھی، بیان میں بڑی دلکشی تھی ۵۲۸ھ میں آپ نے اپنے مدرسہ کے لئے وسیع عمارت بنوائی جسمیں دور دور دراز سے ہزاروں طلباء درس میں شریک ہونے کے لئے آتے تھے آپ کی تعلیم و تربیت کے فیض سے بڑے بڑے علماء و صلحا پیدا ہوئے، جنہوں نے دین کی بڑی بڑی خدمتیں انجام دیں۔ آپ نے رشد و ہدایت

کے لئے سلسلہ بیعت بھی جاری کیا جس کی وجہ سے لاکھوں آدمیوں نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ بیشمار غیر مسلموں نے آپ کے وعظ سنکر توبہ کی اور اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے۔

اخلاق و عادات

اللہ کے اس محبوب بندے کے اخلاق و عادات کے متعلق اتنا ہی لکھنا کافی ہے کہ وہ تاجدار دو عالم خاتم الانبیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و اخلاق کا نمونہ تھے ان کا مطمح نظر اتباع سنت نبوی کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ عادات و اطوار نہایت پاکیزہ تھے، گفتگو کم کرتے اور خاموش زیادہ رہتے۔ حق کی بات کو علی الاعلان منبر پر کھڑے ہو کر بیان کرتے تھے۔ آپ کی خوش اخلاقی کے بہت سے واقعات مستند کتب سیر میں موجود ہیں۔ اللہ نے آپ کو دنیاوی مال و دولت سے بھی سرفراز کیا تھا، سیکڑوں آدمی آپ کے دسترخوان پر موجود ہوتے تھے، لباس بھی قیمتی زیب تن فرماتے، آپ غریبوں اور مسکینوں کی بہت مدد کرتے تھے۔

تصنیف و تالیف

حضرت شیخ کے اوقات کا زیادہ حصہ درس و تدریس وعظ و نصیحت میں صرف ہوتا تھا تاہم آپ نے بعض سودمند کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں۔ آپ کی تصانیف میں غنیۃ الطالبین تصوف و سلوک کے اسرار و غوامض میں کافی مشہور و مستند کتاب ہے۔ آپ کی دوسری مشہور کتاب فتوح الغیب ہے جو اول الذکر سے مختصر ہے یہ بھی تصوف پر ایک بہترین تصنیف ہے۔ آپ عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر بھی کہتے تھے آپ کے متفرق اشعار اور بعض قصائد بہت مشہور ہیں۔ پیش نظر دیوان بھی آپ ہی کی طرف منسوب ہے۔ لیکن اس کے مستند ہونے کا کوئی ثبوت سیر و سوانح کی معتبر کتب سے نہیں ہو سکا۔

غزلوں کی ابتدا میں مختلف مقاصد کے حصول کے لیے جو ہدایات درج ہیں وہ بھی محض خوش عقیدہ حضرات کی جدت ہے جو تقریباً مختلف مقامات کے تمام مطبوعہ نسخوں میں موجود ہیں۔ حقیقت حال اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

آپکی وفات!

حضرت شیخ کی عمر کا بڑا حصہ بغداد میں گذرا اور اسی شہر میں آپنے بتاریخ ۱۰ ربیع الثانی مطابق ۵۶۱ھ بروز شنبہ بوقت شب وفات پائی سارا بغداد جنازہ میں شرکت کیلئے امنڈ آیا۔ کثرت ہجوم کے باعث دوسرے روز شب میں تجہیز وتکفین سے فراغت ہوئی نماز جنازہ آپکے صاحبزادے مولانا عبدالوہاب رحمۃ اللہ نے پڑھائی آپکو اپنے مدرسے کے اندر دفن کیا گیا۔ جو بغداد کے محلہ حلبہ میں واقع تھا آجتک مزار مبارک زیارتگاہ عوام وخواص ہے، آپکی محبت اور عقیدت عام مسلمانوں کے دلوں میں اسقدر غلو کر گئی ہے کہ آپ کی تاریخ وفات پر ہر ملک میں خصوصاً ہندستان میں بڑی بڑی محافل منعقد ہوتی ہیں جن میں آپ کے اوصاف بیان کئے جاتے ہیں اور تلاوت قرآن مجید کثرت سے ہوتی ہے، ہندستان میں آپ کی وفات کا دن گیارھویں شریف کے نام سے مشہور ہے۔ اہل علم و فضل دل سے آپکی عظمت کے معترف ہیں لیکن عوام نے محبت وعقیدت میں اتنا غلو کیا کہ شرعی حدود سے تجاوز کر گئے۔ حقیقت میں ہمیں آپکی عملی زندگی سے سبق حاصل کرنا چاہیئے اور ان کی ہدایات کو مشعل راہ بنانا چاہیئے۔

سید امیر حسن نورانی
استاد ادبیات اسلامیہ کالج لکھنؤ۔ یکم محرم الحرام ۱۳۷۱ھ